© rasailojaraid.com

پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کی تالیف

''مستشرقین اور انگریزی تراجمِ قرآن'' - ایک مطالعہ

توقیر عالم فلاحی

قرآن مجید کتابِ ہدایت ہے اور کتاب انقلاب بھی۔ اس کی تعلیمات اتنی واضح، درخشاں اور دلوں کو اپیل کرنے والی ہیں کہ انھیں حرز جان بنا لینے کے بعد آدمی انسانیت کی معراج تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کتاب کا یہ تاریخی کردار نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ اس نے بادیۂ نشینان عرب میں ایسی زبردست اور ہمہ گیر تبدیلی پیدا کردی کہ وہ انسانیت اور بشر دوستی کی علامت بن گئے، اغیار واجانب کے دلوں پر فتح وتسخیر کی کمندیں ڈال دیں، پوری دنیا کی قیادت وپیشوائی کا علم اٹھایا اور اسی مستند ترین خدائی ضابطۂ زندگی سے تمسک کے نتیجہ میں اسی دنیا میں انھوں نے رضائے الٰہی کا پروانہ بھی حاصل کرلیا (التوبۃ/۱۰۰)۔ اس نوشتۂ ہدایت کی عظمت کا یہ پہلو قابل ذکر ہے کہ اس کی تعلیمات راست روی اور حق پسندی کی نقیب ہیں جو جغرافیائی حدبندیوں سے بالا اور رنگ ونسل کے تمام فروق وامتیازات سے پرے پوری انسانی برادری کے لیے مژدۂ جانفزا اور روح پرور پیغام ہیں جن کی تاقیامت حفاظت کا ذمہ خود اللہ رب العزت نے اس کے زمانۂ نزول میں ہی لے لیا تھا (الحجر/۹)۔

دنیا کی تمام کتب الٰہیہ اور صحف سماویہ کے بالمقابل صرف اور صرف قرآن مجید ہی واحد کتاب ہے جس نے فصاحت وبلاغت کے اماموں اور زبان وبیان کے دقیقہ شناسوں کو مرحلہ وار چیلنج کیا کہ وہ اس جیسی کتاب لے آئیں (الطور/۳۴)، اس جیسی دس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سورتیں لے آئیں (ھود/۱۳)، یا پھر اس کتاب جیسی کوئی ایک ہی سورہ پیش کردیں (البقرہ/۲۳)۔ مگر تاریخ شاہد ہے کہ وہ عجز و درماندگی کی تصویر بنے رہے اور بالآخر قرآن مجید نے یہ چیلنج کردیا کہ اگر تمام جن وانس مل کر بھی اس جیسی کوئی کاوش پیش کرنا چاہیں تو وہ ایسا نہ کرسکیں گے (بنی اسرائیل/۸۸)۔ یہ چیلنج زبان وادب کے ان عرب سورماؤں کے لیے بھی تھا، آج بھی ہے اور قیامت تک پوری انسانیت کے لیے یہ چیلنج برقرار رہے گا۔

قرآن مجید کی سحر انگیزی، اثر آفرینی اور آفاقیت ہی وہ محرک ہے جس کی بنا پر خویش واقارب اس کتاب عزیز سے تعلق کو وجہ سعادت اور سرمایۂ افتخار سمجھتے رہے ہیں اور اغیار واجانب بالخصوص یورپ کے علماء اور دانشور حضرات بھی اس سے تعلق کو اپنی دانشوری کی سند سمجھتے رہے ہیں۔

پروفیسر عبدالرحیم قدوائی دور حاضر کے ان ممتاز اسکالرس میں ہیں جن کے مطالعہ وتحقیق کا خاص موضوع قرآن مجید ہے، گرچہ بنیادی تعلیم سے لے کر اعلیٰ تعلیم یعنی پی ایچ ڈی تک کا سفر انھوں نے مادر درسگاہ علی گڑھ میں طے کیا اور انگریزی ادب میں انھوں نے ڈاکٹریٹ حاصل کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ حصول علم کے وفورِ شوق اور ذوقِ جستجو نے ان کو دیارِ غیر سے بھی وابستہ کردیا، چنانچہ یونیورسٹی آف لیسٹر (برطانیہ) سے بھی انھوں نے پی ایچ ڈی کی سندِ اعزاز حاصل کی۔ پروفیسر قدوائی کو انگریزی ادب میں انفرادیت کا مقام حاصل ہے لیکن ان کا امتیاز قرآن کریم سے گہرا تعلق اور قرآنیات سے خصوصی شغف ہے اور اس موضوع پر ان کی متعدد انگریزی واردو کتب اور بیش...... مقالات منظر عام پر آچکے ہیں اور یہ نیک سلسلہ بدستور جاری ہے، لیکن اس باب میں پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کا خاص امتیاز یہ ہے کہ وہ قرآن سے متعلق مستشرقین کی تحریروں کا تنقیدی جائزہ لے کر ان کا محاکمہ کرکے ان کی کمزوریوں اور تحریفات کو بے نقاب کرتے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب اسی سلسلہ کی ایک اہم کڑی ہے۔

خدائے لم یزل کی طرف سے عطا فرمودہ ضابطہ زندگی یعنی قرآن کریم پوری انسانیت کے لیے نعمت ورحمت کے طور پر پیش کی جائے اور نوع انسانی کو خالق ومالک کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس پیغامِ جاوداں سے کما حقہ آشنا کرا کے عبد و معبود کا رشتہ مستحکم کیا جائے تا کہ اللہ کے بندوں کو کامیابی کی شاہ کلید ہاتھ آ جائے، یہی نیک خواہشات اور مستحسن جذبات ہیں جنھوں نے قدوائی صاحب کو قرآنیات کے میدان کا سرگرم راہی بنا دیا یہاں تک کہ وہ تحریک استشراق اور اس کے عمائدین سے بے محابا نبرد آزما نظر آتے ہیں۔ قرآنیات بالخصوص انگریزی تراجم قرآن سے متعلق قدوائی صاحب کے کم و بیش سوا سو علمی مقالات و خطبات کے علاوہ مستشرقین اور قرآن کے موضوع پر انگریزی زبان میں نصف درجن وقیع تصنیفات و تالیفات اس کی شاہد عدل ہیں۔ اسلام سے شعوری اور والہانہ وابستگی کے ساتھ ساتھ انگریزی زبان میں مہارت، اردو پر دسترس اور عربی زبان سے بخوبی واقفیت اور نقد و تجزیہ کے خاص ملکہ کی بنا پر قدوائی صاحب بجا طور پر استشراقی فکر کے محاکمہ میں مردِ میدان نظر آتے ہیں۔

مقدمہ اور کتابیات کے علاوہ اس کتاب کے خاص ابواب یہ ہیں: قرآن مجید کے انگریزی تراجم-ایک تنقیدی جائزہ، قرآن مجید کے بارے میں مستشرقین کا علمی محاکمہ، ایک مستشرق کا خوشگوار انگریزی ترجمۂ قرآن مجید، انگریزی تراجم قرآن مجید- جدید رجحانات کے تناظر میں، فہرست انگریزی تراجم قرآن مجید، سیرت طیبہ پر مستشرقین کی تصانیف۔ اس کتاب کے بیشتر مضامین و مقالات فکر و نظر، اسلام آباد، (پاکستان)، (فکر و نظر، علی گڑھ)، تحقیقات اسلامی، مجلّہ علوم القرآن اور تہذیب الاخلاق میں شائع ہوئے تھے۔ افادۂ عام کی غرض سے انھیں کتابی شکل میں جمع و ترتیب کا جامہ پہنایا گیا ہے۔

اس وقیع علمی کام کو کتابی شکل دینے کی خدمت سابق صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز و ڈین فیکلٹی آف ہیومنٹیز جامعہ ملیہ اسلامیہ اور کمشنر برائے لسانی اقلیات پروفیسر اختر الواسع نے انجام دی ہے اور البلاغ پبلیکیشنز، نئی دہلی نے اسے دیدہ زیب طباعت سے مزین کیا ہے۔

انگریزی تراجم قرآن سے متعلق قدوائی صاحب کی مبسوط علمی کاوش کے پس منظر میں یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ اس میدان میں آپ نے ایک طویل مدت صرف کی ہے۔ اپنے نانا اور نامور مفسر قرآن مولانا عبدالماجد دریابادی کے فکر سلیم سے خوشہ چینی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہے اور انہی کے فیض سے اہل استشراق کی دسیسہ کاریوں اور دشنام طرازیوں کو علمی انداز میں واشگاف کرنے کا ملکہ حاصل کیا ہے۔ قدوائی صاحب کی شخصیت سے متعلق پروفیسر اختر الواسع کا یہ تبصرہ بجا ہے:

''پروفیسر عبدالرحیم قدوائی علمی دنیا میں اپنی نمایاں شناخت کے ساتھ اس علمی روایت کے محافظ و پاسدار ہیں جس کی تمہید ہندوستان میں انگریزی ترجمۂ قرآن مجید کے حوالے سے مولانا عبدالماجد دریابادی کا ترجمۂ قرآن ہے۔ انھوں نے ایک طویل عرصہ استشراق کی علمی روایت کے مطالعہ میں گزارا ہے اور اس حوالے سے ان کے مختلف تحقیقی مقالے علمی مجلات کی زینت بنے ہیں''۱۔

استشراقیات کے ممتاز اسکالر Edward Said کے مطابق استشراق تمام قسم کے اسباب و وسائل کی مدد سے تیار کیا گیا ایک نمائندہ نظام سے عبارت ہے جس کا مرکز نظر اہل مشرق کو اپنے ذہن و فکر، علم و آگہی اور تسلط و اقتدار کے زیر اثر لانا بلکہ ہر لحاظ سے ان پر فتح و کامرانی اور غلبہ و استیلاء کا پرچم لہرانا تھا۲۔ اہل استشراق میں عیسائی اور یہودی دونوں ہی علماء شامل ہیں اور قرآن مجید کے صریح اعلان کے مطابق فکر و نظر کے لحاظ سے یہود و نصاریٰ ہوں یا علمبرداران اسلام دونوں ایک دوسرے سے متحارب و متخاصم ہیں۔ اسلام اور اہل اسلام کے تئیں یہود و نصاریٰ کے موقف کی ترجمانی اس قرآنی اعلامیہ سے بھی اظہر من الشّمس ہے جس میں اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پیغمبر ﷺ کے حوالہ سے تمام ہی اسلامیانِ عالم کو متنبہ فرماتا ہے کہ یہود و نصاریٰ اس سے کم پر راضی نہیں ہو سکتے کہ ان کے دین و مذہب کو ہی اصل اور قابل قبول مانا جائے اور اہل اسلام ان کی شریعت کے تابع ہو جائیں (البقرہ ۱۲۰)۔ استشراق کا مطالعہ اسلامیات کے طلبہ کے لیے دلچسپ اور مفید اس لحاظ سے ہے کہ صدیوں پر محیط قرآن و سنت اور شریعت اسلامیہ سے متعلق اہل مغرب کے تعصّبات، تحفظات، مزعومات، اشتعال انگیز خیالات اور ہرزہ سرائیوں سے واقفیت ہوتی ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یورپ کے بعض دانشوروں نے خدمت علم اور شہرت و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ناموری کے جذبہ سے معمور ہو کر علوم و معارف کے بعض بڑے بڑے معرکے سر کیے ہیں جو بلاشبہ اسلام اور اہل اسلام کے لیے اثاثہ ہیں، لیکن اس صداقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ان کی علمی اور فکری کاوشوں کا یہ مرکزی نکتہ ہے کہ اسلام کو ادیان و مذاہب کی کہکشاں میں نومولود اور طفل مکتب قرار دیا جائے جو ہر حال میں دوسروں کا محتاج اور خوشہ چیں ہوتا ہے۔ اس سعی نامشکور سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ پیروان مذاہب اور نمائندگان علم و دانش خوف و خطر اور تردد و تذبذب کے بغیر اس حقیقت کو دل و دماغ پر نقش کر لیں کہ اسلام یہودی اور عیسائی مآخذ و مصادر اور رسوم و روایات کا ممنون کرم ہے۔

انگریزی زبان میں قرآن مجید کے تراجم سے واقفیت اور اس قسم کی مبارک سعی و جہد کی اہمیت کو دعوت و تبلیغ کے پہلو سے دور حاضر میں ایک مسلّم حقیقت کے طور پر تسلیم کیا جانا چاہیے۔ اس حقیقت سے انکار ایک علمی خیانت کے مترادف ہوگا کہ یورپ میں انگریزی ترجمۂ قرآن کی یہ روایت احساس برتری، تعصب اور مذہبی عناد کے غبار آلود فضا میں شروع ہوئی۔ اسلام کی نشر و اشاعت اور اس کے غلبہ و استیلاء سے اہل یورپ مرعوب اور دہشت زدہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے فکری اور قلمی محاذ آرائی کا بیڑا اٹھایا اور اسلام کے اس مصدر اول کی اہمیت و معنویت کو کم کرنے پر ان کی توجہ مرکوز ہوئی[۳] اور انھوں نے فکری مشق و تمرین کے ذریعہ اسلام کے درخشاں حقائق و معارف کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں اپنی عافیت سمجھی۔ انگریزی تراجمِ قرآن کے پس منظر میں پروفیسر عبدالرحیم قدوائی رقم طراز ہیں:

> ''بدقسمتی سے اس روایت کا آغاز ایک علمی کار عظیم کے طور پر نہیں ہوا بلکہ اس کے پس پشت مذہبی عناد اور تعصب موجزن تھا۔ دراصل انگریزی کے مولد انگلستان اور پورے یورپ میں اسلام کا ابتدائی تعارف عملاً ایک دشمن اور حریف کے طور پر ہوا۔ اولاً مغرب کا تجربہ اسلام کے بارے میں یہ رہا کہ یہ نیا مذہب اپنی اخلاقی، روحانی، تمدنی، مادی اور عسکری برتری کی بنا پر یورپ کے اردگرد اور مختلف خطوں میں اپنا اقتدار قائم کر رہا تھا۔ اس کی حیثیت بلاشبہ فاتح عالم کی تھی۔ اہل یورپ بالخصوص ان کے ارباب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حل وعقد اور کلیسا کو یہ خطرہ ہمہ وقت تھا کہ اسلام کا اگلا ہدف عیسائیت
اور یورپ ہوں گے۔ لہٰذا انھوں نے یہ حکمت عملی وضع کی جو جارحانہ بھی
تھی اور مدافعانہ بھی، یعنی اسلام کی تصویر اس طرح مسخ کر کے پیش کی
جائے کہ اہل یورپ کے لیے اس میں کوئی کشش نہ رہے اور اس کا مطلق کوئی
امکان نہ رہے کہ یورپ کا کوئی باشندہ اسلام کی جانب راغب ہو"۔۴

زیر مطالعہ کتاب کے پہلے مبحث 'قرآن مجید کے انگریزی تراجم-ایک تنقیدی جائزہ' کے تحت مصنفِ گرامی نے ترجمہ قرآن کا پس منظر، مستشرقین کے تراجم، قادیانی تراجم، اولین مسلم تراجم، ممتاز مسلم تراجم، شیعہ تراجم، دیگر مسلم تراجم اور مطلوب معیاری انگریزی ترجمہ کے عناوین سے ذیلی مباحث قائم کیے ہیں اور بڑی قیمتی معلومات فراہم کی ہیں۔

مستشرقین کے تراجم قرآن کے ضمن میں آٹھ بلند پایہ مستشرقین کے تراجم قرآن پر ایک جامع تبصرہ ہے۔ ان علمائے استشراق میں جارج سیل کا قد عیسائی دنیا میں بلکہ اسلام مخالف دنیا میں بہت اونچا نظر آتا ہے۔ لندن میں ایک سوداگر کے گھر پیدا ہونے کے بعد جب انھوں نے عقل وخرد کی دہلیز پر قدم رکھا تو عیسائیت شعور کی حد تک ان کے رگ وریشہ میں سرایت کر چکی تھی۵۔ عیسائیت کی خدمت کے جذبہ سے معمور ہو کر انھوں نے عربی زبان و ادب کے ممتاز اور پہلے استاذ سلیمان السعدی کی حاشیہ نشینی اختیار کی۶ اور سات سال تک تنظیم برائے فروغ علم عیسائیت (Society for Promoting Christian Knowledge) کو والہانہ عقیدت کے ساتھ اپنی وقیع خدمات کا نذرانہ پیش کیا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ سیل فروغ علم عیسائیت کے مقصد سے قائم کی گئی سوسائٹی کے اساطین اور بانیوں میں سے تھے۔

'The Koran' کے نام سے موسوم سیل کا ترجمۂ قرآن فی الحقیقت علم عیسائیت کے فروغ کی علمبردار سوسائٹی (S.P.C.K) کو بہترین خراج تحسین ہے۔ قرآن کی مہم میں سیل جس مسموم اور معاندانہ ذہنیت کے ساتھ سرگرم عمل نظر آتے ہیں، اس کا اندازہ ان کے دیباچہ 'The Preliminary Discourse' سے ہوتا ہے۔ عیسائیت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے تعصب میں دیوانگی اور اسلام کے ساتھ کھلی منافرت کے لیے جو الفاظ انھوں نے استعمال کیے ہیں پروفیسر قدوائی انھیں اردو کے جامہ میں یوں حوالۂ قارئین کرتے ہیں:

''جو لوگ عیسائیت کے دشمن ہیں یا اس کی تعلیم سے بالکل ہی لاعلم ہیں، وہی افراد اسلام جیسے کھلے ہوئے جعل سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا یہ اشد ضروری ہے کہ اس جعل کا پردہ فاش کیا جائے۔ یہ امتیاز پروٹسٹنٹ فرقے کو حاصل ہے کہ اس نے قرآن مجید کی تردید کی۔ مشیت الٰہی نے یہ اعزاز اس فرقے کے لیے مخصوص کردیا ہے''[۸]۔

دیباچہ میں ایک پیش رو یہودی دانش ور اور مبلغ یہودیت Bishop Kidder کو استاذ اور مربی قرار دیتے ہوئے فروغ عیسائیت کے لیے چند امور پر مشتمل جس حکمت عملی کا اظہار سیل نے اپنے تمہیدی خطبہ میں کیا ہے[۹]، اگر فاضل مصنف ان کی نشاندہی کردیتے تو سیل کے ترجمہ قرآن کی حقیقت ایک غیر جانبدار قاری اور مبصر کے سامنے پوری طرح عیاں ہوجاتی۔

اس اظہار میں صداقت نظر آتی ہے کہ جارج سیل ایک عالم و دانشور سے زیادہ متشدد عیسائی اور مبلغ تھے لیکن اس اعتراف حقیقت سے بھی گریز نہیں کیا جانا چاہیے کہ ایک صدی سے زائد تک یورپ میں اسلام کے طالب علموں کے اذہان وقلوب پر سیل کے ترجمۂ قرآن نے حکمرانی کی[۱۰]۔

پروفیسر قدوائی کے یہ الفاظ غالباً سیل کے ترجمہ کی غیر معمولی مقبولیت کے ترجمان ہیں:

''۱۷۳۴ء میں شائع اس ترجمے کے اب تک ۱۹۰ سے زائد ایڈیشن شائع ہوئے ہیں، جن میں ستر مرتبہ امریکہ میں طبع ہوئے''[۱۱]۔

آزاد ترجمانی، دانستہ غلط بیانی، جابجا قرآنی الفاظ اور تراکیب کو حذف کرنا، اسلامی عقائد اور احکام کو عیسائی اصطلاحات کے قالب میں پیش کرنا اور ترجمے میں ایسے الفاظ اور تصورات کی شمولیت جو اصل متن قرآن میں سرے سے موجود ہی نہ ہوں، سیل

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کے ترجمۂ قرآن کے یہ لفظی و معنوی معائب ہیں جن کی نشاندہی مصنف موصوف نے بلاتردد اپنی کتاب میں کی ہے۔ یہی وہ نقائص و معائب تھے جو اہل کلیسا کی مقصد براری کر رہے تھے اور یہ حضرات عیسائیت کی ترویج و اشاعت میں اسے مہتم بالشان کارنامہ قرار دے کر ہاتھوں ہاتھ لے رہے تھے، لیکن دوسری طرف یہ اسلام اور اہل اسلام کی نگاہوں میں شہتیر بنا ہوا تھا اس لیے کہ سیل اسلام پر بالعموم اور قرآن پر بالخصوص ہرزہ سرائیوں میں مقدمۃ الجیش کا کام کر رہے تھے۔ بہر حال جب علم کی لو تیز ہوئی، خدمت علم اور تحقیق و جستجو کے معرکے نے بتدریج عالم استشراق میں اپنی جگہ بنانی شروع کی تو سیل کا ترجمہ قرآن طاق نسیاں پر رکھ دیا گیا۔

آرتھر جان آربری اور ان کا ترجمۂ قرآن اہل علم و دانش کی نگاہوں میں شہرت کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ یقیناً آربری مشہور مستشرقین میں سے ہیں اور یہ بالکل بے معنی اور بے سود ہے کہ ان جیسے علمائے استشراق سے یہ توقع رکھی جائے کہ وہ تعصب اور جانب داری کے حصار میں رہے بغیر اسلام کے حقائق و معارف کو واضح انداز میں پیش کریں گے۔ تاہم راقم کی رائے میں علماء استشراق میں آربری اس لحاظ سے منفرد ہے کہ خدمت علم کے جذبہ سے ہی سہی، اس نے اسلام اور قرآن سے متعلق اظہار خیال میں بڑی حد تک غیر جانب داری، صحت بیانی اور فیاضی کا مظاہرہ کیا ہے جس کا اعتراف تحریک استشراق کے نبض شناس پروفیسر قدوائی کی زیر مطالعہ کتاب میں موجود ہے:

> ''۱۹۵۵ء میں نامور مستشرق آرتھر جان آربری کا ترجمہ منظر عام پر آیا۔ یہ علوم اسلامیہ اور عربی اور فارسی زبان کے معروف عالم اور محقق ہوئے ہیں۔ آربری کی یہ تصنیف مغرب میں قرآن مجید کے متعلق معاندانہ روش سے خوشگوار انحراف کا درجہ رکھتی ہے۔ آربری کلیسا سے متعلق نہ تھے، ان کا طرز فکر بھی مناظرہ یا مجادلہ کا نہیں بلکہ ان کے دیباچہ میں قرآن مجید کے اعجاز اور اثر آفرینی کا اعتراف ہے''[۱۲]۔

دوسرے وہ خدا پرستانہ (یہودیت و عیسائیت) مذاہب کے برعکس اسلام کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مذہبی، سماجی اور سیاسی ضابطۂ زندگی کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں۔ ان کے بقول یہ مذہب قانونی، سماجی اور سیاسی طرزِ عمل کے لیے نمایاں اصول و ہدایات فراہم کرتا ہے[۱۳] اور اسلام کی اشاعت تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ علمبرداران اسلام کے کردار کے ذریعہ ہوئی اور صلیبی جنگوں میں عیسائیت کی شکست خود ان کی خامیوں کا نتیجہ ہے[۱۴]۔

ان حقائق کے علاوہ قرآن مجید کی عالمگیر حقیقت کا اعتراف اور انسانی تاریخ پر دوررس اثرات ونتائج کا اظہار[۱۵]، قرآن مجید کی اصل عظمت کا راز منظوم کلام کی سی شیرینی اور فصاحت و بلاغت کی سحر انگیزی کو قرار دینا[۱۶]، قرآن مجید میں مضامین کا اعادہ وتکرار کو وضاحت اور طمانیت قلب کا موجب سمجھنا[۱۷] اور سنت کی حیثیت اور اس کے مصدر ثانی ہونے کے مسلمانوں کے موقف کا اثبات[۱۸]، یہ وہ بعض واضح حقائق ہیں جو بڑی حد تک آربری کی راست گوئی پر دال ہیں اور آربری کی تحریروں کی زینت بنتے ہیں۔

ان سب کے ساتھ یہ وضاحت بھی ضروری معلوم ہوتی ہے کہ عربی زبان کے ائمہ اساطین کے سامنے حاشیہ نشینی اختیار کرنے اور دنیا کی اعلیٰ ترین دانشگاہوں میں مسند تدریس پر فائز ہونے کے باوجود زبان و بیان کی غلطیاں اس ترجمے میں موجود ہیں۔ پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کا یہ تبصرہ حقیقت پر مبنی ہے کہ ''اپنے ترجمہ میں آربری نے قدیم بلکہ متروک انگریزی زبان استعمال کی ......اور متعدد آیات کریمہ کے ترجمے میں انھوں نے متعدد قرآنی الفاظ اور تراکیب کو بالکل طاق پر رکھ دیا ہے جو ان کے علمی مقام کے شایان شان نہیں ہے ......عربی زبان پر ان کی دسترس کے باوجود ان کی یہ غلطیاں ناقابل دفاع ہیں''[۱۹]۔

محترم مصنف کا یہ فرمانا کہ ''چونکہ یہ ترجمہ حواشی سے عاری ہے اس لیے ان کے ذہن کا کچھ حال کھلتا نہیں'' [۲۰] آربری کی عالمانہ اور بڑی حد تک غیر جانب دارانہ شخصیت کو مشکوک قرار دے دیتا ہے۔ حالانکہ متعدد امور میں آربری کا فراخدلانہ اعتراف اور علمی انداز بیان دیگر مستشرقین کے مقابلہ میں ان کے لائق ہونے کے اعتراف میں مانع اور مزاحم نہیں بنتا، جس کا ذکر مصنف محترم خود اپنے ایک مقالہ میں ان الفاظ میں کرتے ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

"The widely acclaimed Arberry's translation of the Quran won immediately among both Muslims and non Muslims may be attributed, in a large measure, to his reputation as a Scholar of Arabic and to his unprejudiced approach to Islam" [۲۱]

[مسلمانوں اور غیر مسلموں، دونوں ہی حلقوں میں بڑے پیمانے پر پذیرائی حاصل کرنے والے آربری کے ترجمۂ قرآن کی وجہ یہ ہے کہ وہ عربی زبان کے ایک عالم کی حیثیت سے اسلام سے متعلق غیر متعصّبانہ اپروچ لیے مشہور تھے۔]

کتاب کے پہلے مضمون میں صاحب تالیف نے ''مطلوبہ انگریزی تراجم۔ تقاضے اور خصائص'' کے عنوان سے ایک ذیلی باب قائم کیا ہے جو یقیناً معنویت اور افادیت سے بھرپور ہے۔ اگر ایک مترجم ان تقاضوں کو پیش نظر رکھے تو بڑی حد تک اعتماد کے ساتھ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ قاری یا مخاطب کے لیے کلام اللہ کی روح سے اخذ و استفادہ کی راہیں ہموار ہوجاتی ہیں اور اس طرح مترجم بھی علمی خیانت سے محفوظ رہتا ہے۔

پروفیسر قدوائی نے تجربات و مشاہدات کی روشنی میں دلِ دردمند اور حسّاس ذہن کے ساتھ ایک معیاری انگریزی ترجمۂ قرآن کی ضرورت کی طرف توجہ دلائی ہے جو بجا اور لائق اعتناء ہے تاکہ قرآن کا قاری یا اسے سمجھ کر پڑھنے والا مخاطب مفروضات و قیاسات کا اسیر نہ ہو اور وہ شکوک وشبہات کے دلدل میں نہ پھنسے بلکہ قرآن کی روح تک بآسانی اس کی رسائی ہوجائے۔ قرآن مجید کی عظمت کا امتیازی پہلو یہ ہے کہ یہ کتاب ہدایت کسی مخصوص فرد و جماعت یا کسی محدود خطہ ارض کے لیے نہیں ہے بلکہ تمام قسم کے فروق و امتیازات سے قطع نظر پوری انسانیت کے لیے اور جغرافیائی حدود و قیود سے پرے تمام خطہ ہائے عالم کے لیے ہے۔ ھدی للناس (البقرہ/۱۸۵) ھدی للمتقین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(البقرہ/۲)، شفـــاء للنـاس (النحل/۶۹) اور بـلـٰـغ لـلـنـاس (ابراہیم/۵۲) جیسی قرآنی تعبیرات اس حقیقت کی شاہد عدل ہیں۔ پروفیسر موصوف کو قرآن کے تمام معاملات زندگی میں کتاب ہدایت ہونے اور پوری دنیا کے لیے کافی و شافی راہبر و راہنما ہونے کا مکمل استحضار ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ قرآن کے کتاب ہدایت ہونے اور اس کے آفاقی ضابطہٴ زندگی ہونے سے متعلق کسی قسم کے شک و شبہ اور داغ و دھبّہ کو گوارا نہیں کرتے اور ایسا کرنے والوں کے خلاف ان کا قلم شمشیر برہنہ ثابت ہوتا ہے۔

ایک معیاری ترجمہٴ قرآن کی ضرورت واہمیت پر پروفیسر عبدالرحیم قدوائی نے جس شد و مد سے اظہار خیال کیا ہے اس کا اندازہ ان کے اس تاثر سے لگایا جا سکتا ہے:

> ''مستشرقین اور قادیانی مترجمین کا کیا ذکر، مسلمان مترجمین کی تصانیف بھی فکری تسامحات، مسلکی عصبیت، تجدد زدگی، قارئین کی ذہنی سطح سے اعراض، انگریزی زبان و بیان پر قادر نہ ہونا، عصری مسائل سے گریز، فقہی موشگافیوں سے غیر ضروری حد تک دلچسپی، عربی صرف و نحو کی نزاکتوں پر مفصل بحث، قارئین کی فکری رہنمائی سے اجتناب، سائنس، تاریخ اور جغرافیہ سے نامناسب حد تک اشتغال وغیرہ جیسے اسقام اور معائب سے خالی نہیں'' ۲۲۔

لا طائل گفتگو، فقہی نزاکتوں میں انہماک، تعصب و تنگ نظری، جدت پسندی، خود ساختہ خیالات، قارئین کی نفسیات سے اعراض اور قرآن مجید کے تمام معاملات زندگی میں سرچشمہٴ ہدایت ہونے کے پہلو سے صرف نظر یقیناً سعی نا مشکور اور عظمت قرآن اور روح قرآن سے متصادم اقدام و عمل ہے۔ زیر تبصرہ کتاب کے مؤلف محترم نے انگریزی تراجم قرآن میں موجود جن نقائص و معائب کی نشاندہی کی ہے وہ بلاشبہ درست ہیں، لیکن وہ محض ان منفی پہلوؤں کی نشاندہی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ ایک عمدہ ترجمہ کے خصائص و امتیازات اور اس کے لیے کچھ اصول و ہدایات بھی گوش گذار کرتے ہیں اور اس پر کافی زور دیتے ہیں کہ ان اوصاف سے متصف ترجمہٴ قرآن ہی دلوں کو اپیل کرنے کی صلاحیت کا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حامل ہوسکتا ہے اور اس طرح ذاتی یا شخصی رجحانات یا گروہی اور مسلکی خیالات کی نمائندہ نہ بن کر عالمگیریت کی شان اپنے اندر پیدا کرلیتا ہے۔ معیاری ترجمہ قرآن سے متعلق پروفیسر قدوائی کا یہ بیان ان کی دقت نظری، قرآن کے آفاقی پہلو کے استحضار اور اس کی عظمت وتقدس کی حساسیت پر دال ہیں:

"ترجمہ قرآن مطلق لفظی نہ ہو کہ اس سے مفہوم کی ترسیل میں رکاوٹ ہوتی ہے اور نامانوس، اجنبی دروبست اور ساخت کے جملوں سے قارئین کو غیر ضروری الجھن اور دشواری پیش آتی ہے۔ اسی طرح ترجمہ میں بے قید آزادی یا دیدہ دلیری کے ساتھ ذاتی آراء کے بے محابا اظہار کی بھی گنجائش نہیں۔ ترجمہ حتی الامکان اصل متن کے مطابق ہوتا کہ کلام اللہ میں کسی آمیزش کا شائبہ نہ ہو۔ ترجمے کی عبارت میں روانی اور تسلسل کے لیے قوسین میں وضاحتی اضافے یقیناً جائز ہیں لیکن اس کی آڑ میں متن سے غیر متعلق اور ذاتی آراء کو متن کے ترجمہ کے طور پر پیش کرنا تحریف کے مترادف ہے جو کسی مسلمان کے لیے ناقابل تصور گناہ اور جرم ہے"[۲۳]۔

ترجمۂ قرآن سے قبل سورہ کے موضوع ومباحث اور اس کے نزول کے تاریخی پس منظر کا تعارف، قرآن مجید کے اصطلاحی الفاظ اور بطور ضمیمہ فرہنگ میں اہم اور بنیادی تعلیمات کی وضاحت، فقہی اختلافات کی تمام ممکنہ صورتوں سے گریز کرتے ہوئے قرآنی تعلیمات کی تفسیر وتشریح، تفسیر کو متعلقہ قرآنی آیات سے بامعنی اور مفید مطلب بنانے کی کوشش، زبان، بیان اور اصطلاحات ومحاوروں کے استعمال میں مخاطب کے ذہنی سطح کو پیش نظر رکھنا اور حکمت عملی کو اس مہم میں متاع گراں مایہ سمجھنا اور دلنشیں انداز میں دعوتی نکات کو پیش کرنا، یہ سب پروفیسر عبدالرحیم قدوائی کی نظر میں معیاری ترجمہ قرآن کے ضروری اوصاف ہیں جن کی وجہ سے ترجمۂ قرآن سے استفادۂ عام کی راہیں خوشگوار اور آسان تر ہوجاتی ہیں۔

زیر نظر کتاب کا ایک اہم باب 'ایک مستشرق کا خوشگوار انگریزی ترجمۂ قرآن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجیدؔ ہے جس میں ایک امریکہ نژاد اور امریکہ میں ہی مقیم مستشرق ٹامس کلیری Thomas Cleary کی قرآنی کاوشوں بالخصوص منتخب آیات قرآنی کا ترجمہ The Essential Quran: The Heart of Islam پر فاضل مصنف نے قدرے مبسوط گفتگو کی ہے۔ The Quran: A New Translation کے نام سے اگرچہ موصوف مستشرق کا بڑا کارنامہ ہے لیکن اپنے ترجمۂ قرآن میں انھوں نے حواشی کا اہتمام نہیں کیا ہے۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ پروفیسر قدوائی نے ترجمۂ قرآن کو ناقابل اعتناء سمجھا اور مستشرق مذکور کی اسی تصنیف کو زیر بحث بنایا جس میں حواشی کا اہتمام ہے اور جن کی روشنی میں اسلام، قرآن، حدیث اور مسلمانوں سے متعلق اس کے تاثرات قلبی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ اس تصنیف کی بابت قدوائی صاحب رقم طراز ہیں:

> ''ہرچند کہ یہ ترجمہ ایک مستشرق کے قلم سے ہے لیکن خوشگوار بلکہ ناقابل یقین حد تک صدیوں کو محیط، مستشرقین کی اسلام سے بغض و عناد سے عبارت رویہ سے یکسر مبرّا ہے۔ دیباچے میں چرچانہ اسلام کی خرد دشمنی کا ہے اور نہ اسے عیسائیت کے ایک ناکام، مضحکہ خیز چربے سے تعبیر کیا گیا ہے .... دلائل و براہین کی بنیاد پر مصنف نے اس بدیہی حقیقت کو اجاگر کیا ہے جس سے بدقسمتی سے مغرب لاعلم ہے کہ قرآن مجید ہی ایسا صحیفہ ہے جو اپنے قارئین کی ایسی ذہنی اور فکری تربیت کرتا ہے جس کے نتیجے میں حصول علم اور فروغ دانش کے باب وا ہوتے ہیں اور تحقیق و اکتشافات کی اصل روح تک رسائی ہوتی ہے۔ بغیر کسی ذہنی تحفظ کے مصنف نے قرآن مجید کا شمار توریت اور انجیل کی طرح کتاب الٰہی کے طور پر کیا ہے اور اس بلیغ نکتہ کو بھی نمایاں کیا ہے کہ دیگر کتب سماویہ کے برخلاف قرآن مجید کی تنزیل، جمع وتدوین اور تفسیر ایک بین تاریخی حقیقت ہے۔ اسی طرح انھوں نے قرآن مجید کے عالمگیر پیغام کا اعتراف کیا ہے کہ اس کا مخاطب فرد بھی ہے اور جماعت بھی اور ماضی کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ملتیں، آج کی اقوام اور مستقبل کے تمام بنی نوع انسان‘‘ ۲۴؎۔

اسلام کی اشاعت و سر بلندی محض عسکری فتوحات کی مرہونِ منت نہیں بلکہ یہ مسلمانوں کے اپنے مذہب سے گہرے تعلق اور ظلم و عدوان کے خلاف صف آرائی کی بنا پر ہے۔ قرآن مجید کی رو سے حضرت آدمؑ حضرت حوا کی وجہ سے لغزش کا شکار نہ ہوئے بلکہ دونوں ہی شیطان کے دامِ تزویر میں گرفتار ہوئے، حضرت آدمؑ کی غلطی کے لیے عیسائیوں کے یہاں حضرت عیسیٰؑ کے صلیب پر جان دینے اور کفارہ کا عقیدہ وضع کرنا خلاف عقل اور قرآن کی روح کے منافی ہے، قرآن میں مذکور بائبل اور عیسائی دنیا میں رائج بائبل میں تضاد ہے اور ان دونوں کو ایک نہیں قرار دیا جانا چاہیے۔ وراثت کے قانون میں قرآن کی رو سے عورت کسی طرح بھی مظلوم نہیں ہے، ہاں ان دونوں کے درمیان جو کچھ فرق روا رکھا گیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت پر معاشی کفالت کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ۲۵؎ اسی طرح کی سیکڑوں قرآنی تعلیمات کے تئیں مذکور مستشرق نے جرأت و بے باکی اور غیر جانبدارانہ انداز میں اپنے تاثرات پیش کیے ہیں۔ قرآن مجید کا یہ طرّۂ امتیاز ہے کہ وہ مطلق طور پر کسی فرد یا کسی جماعت کو مطعون و مردود قرار نہیں دیتا اور نہ ہی کسی مخصوص شخص یا جماعت کو مسعود و محمود کے زمرے میں رکھتا ہے بلکہ یہاں کردار و عمل اصل سبب یا حقیقی محرک ہے جس کی بنا پر وہ بعض افراد و اشخاص یا گروہوں اور جماعتوں کو لائق و فائق قرار دیتا ہے اور ان کی قدر افزائی کرتا ہے تو بعض دیگر افراد و اشخاص اور گروہوں اور جماعتوں کو مذموم اور ناقابل اعتناء قرار دیتا ہے۔ قرآن مجید کی اس منصفانہ فکر سے فیض حاصل کرتے ہوئے پروفیسر موصوف نے اپنی اس کتاب میں اگر تحریک استشراق کی اسلام دشمنی کو بے نقاب کیا ہے اور اس کے اساطین علماء و فضلاء کے ہفوات اور بے جا اعتراضات کا لومۃ لائم کی پرواہ کیے بغیر دانش ورانہ تعاقب کیا ہے تو بعض علماء استشراق کی علمی خدمات کی ستائش کی ہے اور انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔

ٹامس کلیری ان غیر جانبدار اور صحت مند فکر کے حامل مستشرقین میں ہیں جن کی نوک قلم سے اسلام، قرآن اور محمد ﷺ سے متعلق بہت سے حقائق سامنے آتے ہیں، دوسری

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

طرف اس دانشور نے تقابلی مطالعہ ادیان کی ایک خوشگوار روایت کو جاری کرنے کی اچھی کوشش کی ہے۔ قدوائی صاحب نے کلیری کی علمی جدوجہد کے ان دونوں مبارک پہلوؤں کو اپنے مطالعہ و تجزیہ کا خاص موضوع بنایا ہے۔ جہاں مستشرق مذکور کے بہت سے حقائق پر مبنی اظہار خیال کی تحسین کی ہے وہیں انھوں نے اس کے تقابلی مطالعۂ ادیان کے مستحسن اقدام کی فراخدلانہ پذیرائی کی ہے۔ خود ان کے الفاظ میں:

> ''صدیوں سے مستشرقین توریت، انجیل اور قرآن مجید کے مابین مماثلت کو محض ناکام سرقہ پر محمول کرتے رہے ہیں، اس پس منظر میں مصنف کی کاوش قابل داد ہے کہ اس غیر منصفانہ اور باطل مفروضے کو مطلق نظر انداز کرتے ہوئے اپنی تصنیف میں انھوں نے قرآن مجید اور تقابل ادیان کے ضمن میں ایک نئی علمی روایت کی بنیاد ڈالی ہے کہ جا بجا قرآن مجید اور بدھ مذہبی صحائف کے مابین مشترک نکات کو منظر عام پر لائے ہیں''۲۶۔

''انگریزی تراجم قرآن مجید- جدید رجحانات کے تناظر میں'' کے عنوان سے ۳۰ر اکتوبر ۲۰۱۳ء کو جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی میں پیش کیا گیا مقالہ بھی اس کتاب کا اہم حصہ ہے۔ مستشرقین کے تراجم کی روایت اور اس کے خلاف ردعمل، قادیانی تراجم کا فتنہ، متقدمین کی تفاسیر کی طلب، نومسلم فضلاء کی طبع آزمائی، تجدد زدگی، سائنس پر مرتکز مطالعات، مسلکی عصبیت، تفسیر بالرّای، سرقہ اور علمی خیانت، پس از مرگ نظر ثانی تراجم، تانیثی (Feminist) تراجم، یہ سب ذیلی مباحث اس باب میں شامل ہیں۔ اگرچہ مؤلف موصوف نے ان تمام ذیلی سرخیوں کے تحت منظر عام پر آنے والے تراجم قرآن پر جامع گفتگو کی ہے اور اس طرح قارئین اور مخاطبین کے لیے ذہنی اور فکری غذا فراہم کرنے میں بڑی حد تک کامیاب رہے ہیں، تاہم مستشرقین کے تراجم کی روایت اور اس کے خلاف ردعمل اور نومسلم دانش وروں کے ذریعہ اس علمی میدان میں طبع آزمائی جیسے عناوین اور ان کے تحت قرآن کے انگریزی تراجم سے متعلق مؤلف موصوف کی نگارشات بڑی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اہمیت کی حامل ہے۔

مستشرقین بالخصوص کلیسا سے باضابطہ جڑے ہوئے دانشوران تحریک استشراق کی علمی جدوجہد کا آغاز خود ان کی صراحت کے مطابق یہ تھا کہ اسلام جیسے جعلی مذہب سے قارئین کو آگاہ کیا جائے تاکہ عیسائیت کا کوئی بھی فرزند اس جعلی مذہب کے اندر کوئی نرم گوشہ یا کسی قسم کی کوئی کشش نہ پاسکے اور دوسری طرف مسلمانوں کا انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ شکوک وشبہات کے دلدل میں پھنس جائے اور اسلام اور اس کے منشور قرآن مجید میں اپنے لیے طمانیت قلب کا کوئی سامان نہ پاسکے اور پھر وہ ارتداد کی زد میں آجائے۔ ایسے ماحول میں اسلام کے علمبرداروں کی طرف سے انگریزی زبان میں جو تراجم قرآن منظر عام پر آئے، وہ دو جہتوں سے لائق ستائش اور قابل فخر ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ اہل اسلام جو اردو سے تقریباً ناآشنا تھے مگر انگریزی زبان پر عبور رکھتے تھے اور اسلام کے حقائق و معارف سے واقف ہونے کے خواہاں اور متمنی تھے، ان کے لیے برطانوی ہندوستان کے ابوالفضل (۱۹۱۱ء) حیرت دہلوی (۱۹۱۶ء) اور غلام سرور (۱۹۲۰ء) کے تراجم قرآن وقت کی ناگزیر ضرورت اور مستقبل کے لیے مہمیز ثابت ہوئے تو دوسری طرف علماء استشراق کے لیے یہ حوصلہ شکن مظاہر قرار پائے۔ پروفیسر موصوف مستشرقین کے تراجم قرآن کی رد میں مسلم علماء اور دانشوروں کی طرف سے جوابی کارروائی کی معنویت اور اس کے دور رس اثرات ونتائج پر بڑی گہری نگاہ رکھتے ہیں اور شفافیت، غیر جانب داری اور پوری بصیرت کے ساتھ مسلم علمائے وقت کی کاوشوں پر یہ تبصرہ کرتے ہیں:

> ''یہ تراجم یقیناً انگریزی زبان و بیان اور حسن طباعت کے معیار پر پورے نہیں اترتے اور نتیجتاً یہ حضرات آج غیر معروف اور مجہول ہیں لیکن ان کی جرأت ایمانی اور جذبۂ صادق قابل داد ہے بلکہ اسے ان کے حسنِ نیت اور اخلاص کی برکت کہیے کہ انتہائی نامساعد ماحول میں ان کا لگایا ہوا پودا آج ایک شجر سایہ دار ہے اور اس کے برگ وبار خیرہ کن ہیں۔ یہ نکتہ بھی کچھ اہم نہیں کہ اس میدان میں مسلمان اہل قلم کے عمل دخل کے بعد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مستشرقین کے نئے تراجم گویا معدوم ہوگئے ہیں۔ غالباً مستشرقین نے اس حقیقت کا ادراک کرلیا ہے کہ انگریزی سے براہ راست اور بخوبی واقف ہونے کے باعث اب مسلمان ان کے مسخ شدہ تراجم کے دجل و فریب کا شکار نہ ہوں گے۔ غرض یہ کہ مسلمان اہل قلم نے انگریزی ترجمہ قرآن مجید کی جو داغ بیل ایک دفاعی اور جوابی کارروائی کے طور پر ڈالی تھی وہ نصرت الٰہی سے اب ایک مثبت اور وقیع علمی روایت کے مقام پر فائز ہے''۔۲۷

نومسلم فضلاء کرام کی طبع آزمائی سے متعلق یہ حقیقت ذہن نشیں رہنی چاہیے کہ ان کے جذبۂ صادق اور حقائق و معارف کے صحیح ادراک کی طلب کے ساتھ توفیق الٰہی ان کے شامل حال ہوئی اور وہ اسلام سے شرفیاب ہوئے۔ لیکن یہ سچ ہے کہ اسلام کے افہام و تفہیم کے باب میں یہ حضرات کم و بیش روایتی انداز اور صحتمند زاویۂ فکر سے قدرے ہٹے ہوئے نظر آتے ہیں۔ زیر مطالعہ کتاب کے مؤلف کی نگاہ میں یہ نزاکت و سنگینی بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے۔ ممتاز نومسلم دانش ور محمد اسد، عبدالحق اور عائشہ بیولی ہوں یا ٹی بی ارونگ، یحییٰ اویلی اور نورالدین ڈرکی کے بارے میں مصنف موصوف کا یہ کہنا بجا ہے کہ ان کے تراجمِ قرآن روایتی اسلام سے عدم تعلق کے آئینہ دار ہیں۔ اس صورت حال میں ضرورت اس بات کی ہے کہ ایک طرف ان نومسلم دانشوروں کا خیر مقدم کیا جائے اور ان کی قرآنی کاوشوں کو تحسین کی نگاہوں سے دیکھا جائے لیکن دوسری طرف یہ بھی ہے کہ ان نومسلم فضلاء اور دانشوروں کو حقائق و خصائصِ اسلام سے اچھی طرح روشناس کرایا جائے۔ یہ ذمہ داری مسلم عوام پر نہیں بلکہ خواص پر ہے اور ان پر بھی جو صحیح اسلامی فکر کے نقیب اور داعی ہیں اور جنھیں انگریزی زبان پر دسترس ہے۔ ان کی ذمہ داری اس سلسلے میں دو چند ہوجاتی ہے۔ ذیل کے تاثرات ایک طرف روایتی انداز سے منحرف پیش کردہ قرآنی تراجم سے متعلق پروفیسر قدوائی کے حساس ضمیر اور دل درمند کی ترجمانی کرتے نظر آتے ہیں تو دوسری طرف امت کے خواص کے لیے بانگ درا بھی ثابت ہوتے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

''یہ رجحان ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ نومسلم حضرات کو کس نہج پر اسلام سے روشناس کرایا جائے، ان کو اسلام کی گمراہ کن یا غیر صحت مند تعبیر و تشریح سے کیسے محفوظ رکھا جائے، ان کی ذہنی اور علمی سطح کے مطابق اسلام کی تعبیر اور تشریح کو کس طرح یقینی بنایا جائے؟ ان سوالات پر غور و فکر اور ان کا شافی جواب آج کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ دیار مغرب میں نومسلم حضرات کی روز افزوں تعداد کے پیش نظر اس نئے علمی اور دینی محاذ کا ادراک آج علماء کرام کی اہم اور نازک ذمہ داری ہے''۲۸۔

قرآن مجید کی فکری و فنی اور لسانی و معنوی عظمت اور اس کی ہمہ گیر تعلیمات کے پیش نظر زمانۂ نزول سے ہی اس کتاب ہدایت کے افہام و تفہیم اور اس سے متعلق تحریر و تقریر کا سلسلہ جاری ہے۔ اپنوں کے علاوہ غیروں نے بھی اس میدان میں سرگرمی دکھائی ہے۔ صلیبی جنگوں میں ذلت آمیز شکست و ہزیمت کے بعد مستشرقین نے ذہنی اور فکری میدان میں طبع آزمائی کی اور قلم و قرطاس کے ذریعہ اسلام کے رخ زیبا کو داغدار کرنے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا۔ پروفیسر عبدالرحیم قدوائی قابل صد ستائش اور لائق مبارکباد ہیں کہ انھوں نے اس کتاب کے توسط سے تحریک استشراق کی دسیسہ کاریوں سے عالم اسلام کو واقف کرانے کی نہایت مفید خدمت انجام دی ہے جیسا کہ اس کتاب کے مباحث اس پر دال ہیں۔

انگریزی ترجمہ قرآن کے میدان میں پروفیسر عبدالرحیم قدوائی اُس سلسلۃ الذہب کی کڑی ہیں جس کا آغاز ایڈورڈ سعید، ڈاکٹر محمد عبدالحکیم اور مولانا عبدالماجد دریابادی نے کیا تھا۔ اس حقیقت کے اظہار میں کوئی تکلف نہیں محسوس ہوتا کہ پروفیسر قدوائی صاحب کی کتابیں و مقالات تحریک استشراق کے تحفظات، تعصبات، مفروضات، قیاسات اور خطرات و خدشات کو اچھی طرح بے نقاب کرتی ہیں اور ان میں استشراق کی تصویر بے کم و کاست دیکھی جا سکتی ہے اور ان سے اہل اسلام کو محتاط و ہوشیار رہنے کا قیمتی پیغام ملتا ہے۔ حقیقت یہ کہ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن سے متعلق اس کتاب کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مشتملات فاضل مصنف کی مستشرقین کے اسلام دشمن رجحانات کو سمجھنے میں کافی مدد دیتے ہیں اور مسلم اہل قلم دانشوروں کو تحریک استشراق سے نبرد آزمائی کے لیے نقوش راہ فراہم کرتے ہیں۔ یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ استشراق اور مستشرقین کے علمی تعاقب میں قدوائی صاحب نے علمی دیانت داری کا ثبوت دیتے ہوئے بعض مستشرقین کے صحت مند فکر ونظر کی پذیرائی بھی کی ہے اور بعض تراجم قرآن کے مثبت اور درخشاں پہلوؤں کو وسعت ظرفی اور دیانت داری کے ساتھ واضح کرنے کی سعی بلیغ کی ہے۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ استشراقی تعصبات وتحفظات اور اسلام دشمن افکار ونظریات کا مدلل اور مسکت جواب دے کر اور ان کے تراجم قرآن کے تسامحات وانحرافات کی نشان دہی کر کے پروفیسر قدوائی نے علمائے کرام اور دانشوران اسلام کی طرف سے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔

مزید براں یہ کتاب علماء اسلام کو یہ پیغام بھی دیتی ہے کہ انگریزی زبان وادب میں کمال پیدا کیا جائے، قرآن مجید کے متن کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اور مخاطب اور مدعو کی نفسیات کا خیال کرتے ہوئے مخصوص مکتبۂ فکر کی نمائندگی سے احتراز کیا جائے اور خود ساختہ افکار سے دور رہتے ہوئے ایک معیاری انگریزی ترجمۂ قرآن تیار کیا جائے۔ صحت مند افکار وخیالات کی حامل کاوشوں کو (خواہ وہ مستشرقین کی جانب سے کیوں نہ ہوں) سراہا جائے اور روایتی انداز سے منحرف نومسلم علماء اور دانشوروں کے پیش کردہ انگریزی تراجم قرآن کا سنجیدگی سے جائزہ لیا جائے۔

قدوائی صاحب کی اس گرانقدر تالیف میں یہ وہ نکات ہیں جو اس کی معنویت و افادیت کو دوچند کر دیتے ہیں۔ مستشرقین کے لیے یہ کتاب صحیح معنوں میں ایک آئینہ ہے جس میں وہ اپنی تصویر دیکھ سکتے ہیں اور اپنے افکار وخیالات پر نظر ثانی کر کے اصلاح حال کا سامان کر سکتے ہیں تو دوسری طرف اہل اسلام کے لیے قرآنی کاوشوں کو جانچنے و پرکھنے کے...... نیا اصول فراہم کرتی ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حواشی ومراجع

۱۔ ملاحظہ فرمائیں: پروفیسر اختر الواسع کا 'حرف آغاز' مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، البلاغ پبلیکیشنز، نئی دہلی، ۲۰۱۵، ص ۱۰

۲۔ Edward W.Said, *Orientalism,* U.S.A, 1978,pp.202-203

۳۔ سید صباح الدین عبدالرحمٰن (مرتب): اسلام اور مستشرقین، دارالمصنفین، اعظم گڑھ، ۱۹۸۶ء، ۲/۵۶، (ڈاکٹر شرف الدین اصلاحی کا مضمون 'مستشرقین استشراق اور اسلام')۔

۴۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، محولہ بالا، ص ۱۱ (باب ''قرآن مجید کے انگریزی تراجم)

۵۔ ملاحظہ فرمائیں شیخ عنایت اللہ کا مقام بعنوان ''سیل''، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ، لاہور، ۱۹۷۵ء، ج ۱۱، ص ۵۳۰

۶۔ George Sale, *The Koran,* London. p.10 ('Introduction' by Sir Denison Ross)

۷۔ E.F.Bozman: *The Macmillan Everyman's Encyclopaedia,* London. 1959, vol.11

۸۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن (باب ''قرآن مجید کے انگریزی تراجم)، ص ۱۴

۹۔ جبر واکراہ سے بعد، عقل عام سے متصادم، مسلمات وعقائد سے اجتناب، حکمت عملی سے مشکلات کا قلع قمع کرنا اور عیسائی عقیدے سے متعلق ہر مضمون کو مسلمانوں کے لیے ممکن الحصول بنانا، یہ سب سیل۔کے نزدیک فروغ عیسائیت کے اہم اسباب وعوامل ہیں۔

۱۰۔ P.M. Holt, *Chamber's Encyclopaedia,* Oxford, 1976, vol.12, p.160, (Article: 'George Sale').

۱۱۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۴

۱۲۔ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص ۱۹

۱۳۔ A.J. Arberry and Rom Lavdau, *Islam Today,* Great Britain, 1942, p.11, ('Introduction').

۱۴۔ A.J. Arberry, *Aspects of Islamic Civilization,* London. 1964, p.12

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۵ A.J. Arberry, *The Holy Quran, An Introduction with Selections*, London, 1953, p.33

۱۶ A.J. Arberry, *The Koran Interpreted*, London, 1955, vol.1, p.25

۱۷ A.J. Arberry, *The Holy Quran, An Introduction With Selections*, p.27

۱۸ A.J. Arberry, *Revelation and Reason In Islam*, Great Britain, 1957, p.11

۱۹ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۱۸

۲۰ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۲۰

۲۱ A.R.Kidwai, *'The Kuran Interpreted: A Note'*, *Hamdard Islamicus*, 1988, vol.2, p.71

۲۲ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۱۷ (مضمون 'قرآن مجید کے انگریزی تراجم: ایک تنقیدی جائزہ')

۲۳ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۱۷ (مضمون 'قرآن مجید کے انگریزی تراجم: ایک تنقیدی جائزہ')

۲۴ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۸۸ (مضمون 'ایک مستشرق کا خوشگوار انگریزی ترجمۂ قرآن')

۲۵ ان حقائق کے مطالعہ کے لیے ملاحظہ فرمائیں ٹامس کلیری کی کتاب *'The Essential Quran: The Heart of Islam'*، ہارپر کولینس، ۱۹۹۳، ص۱۲، ۱۶۷، ۱۷۱، ۱۷۶، ۱۷۹

۲۶ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۹۱ (مضمون 'ایک مستشرق کا خوشگوار انگریزی ترجمۂ قرآن')

۲۷ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۹۶-۹۷ (مضمون 'انگریزی تراجم قرآن جدید رجحانات کے تناظر میں')

۲۸ مستشرقین اور انگریزی تراجم قرآن، ص۹۹ (مضمون 'انگریزی تراجم قرآن مجید جدید رجحانات کے تناظر میں')

© rasailojaraid.com